مشن

ہزارہ سوم (۲۰۰۱ء-۳۰۰۰ء) کے لیے تیاری

مئی ۱۹۹۵ء میں تقریباً چار ہزار مسیحی تبشیری رہنما جنوبی کوریا میں اِس لیے اکٹھے ہوئے، تاکہ "۲۰۰۰ء تک دُنیا کے ہر فرد کے لیے بائبل اور ہر قوم کے لیے ایک چرچ" کا ہدف حاصل کرنے کے لیے اپنی کاوشوں کو باہمی غور و فکر سے مزید موثر بنا سکیں۔ AD. 2000 and Beyond Movement (۲۰۰۰ء و مابعد تحریک) کے سربراہ جناب تھامس وینگ ہزارہ سوم (۲۰۰۱ء - ۳۰۰۰ء) کے آغاز کو اس لحاظ سے تاریخی اور ممتاز موقع خیال کرتے ہیں کہ مسیحیوں کو ترویج و اشاعت مسیحیّت کے مقاصد کے لیے متحرک کیا جا سکتا ہے۔ جناب وینگ ۱۹۸۷ء سے تبشیری ذہن رکھنے والے مسیحیوں کو سن ۲۰۰۰ء کے حوالے سے ابھارنے میں مصروف ہیں تاکہ تمام اقوامِ عالم کو بائبل کا پیغام پہنچانے کا وہ مقصد حاصل کیا جا سکے جو یسوع مسیح نے شروع کیا تھا۔ جناب وینگ کے الفاظ میں "یہ موقت ہدف دُنیا کے چرچوں کو ترویج و اشاعتِ مسیحیّت، چرچوں کے قیام اور بیرون ملک مشنوں کے لیے ہمہ تن وقف ہو جانے کے لیے آمادہ کر سکتا ہے۔"

"دُنیا بھر میں ترویج و اشاعتِ مسیحیّت کے لیے عالمی مشاورت" کے نام پر ۱۸۵ ممالک کے تقریباً چار ہزار مندوبین کا نودن کے لیے سیول میں جمع ہونا رواں تحریک میں بذاتِ خود سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ "عالمی مشاورت" کے انتظام و انصرام کی ذمہ دار کمیٹی کے سربراہ نے بتایا کہ "یہ مشاورت حکمتِ عملی کے حوالے سے تاریخ کی اہم ترین کانفرنس ہے۔ کانفرنس میں شریک چار ہزار مندوبین پنتکست کے ایک سو بیس شاگرد بن سکتے ہیں۔"

سیول کے اولمپک سٹیڈیم میں جہاں ستر ہزار نوجوان کوریائی باشندوں نے مسیحی خدمت کے لیے اپنے آپ کو وقف کرنے کا عہد کیا، گراہم کینڈرک اور دوسرے رہنماؤں کی قیادت میں عباداتی اجتماعات کی فضا جوش و جذبہ سے معمور تھی۔

مشنوں کا انتظام و انصرام

اس "عالمی مشاورت" کی نوعیّت بنیادی طور پر حکمت عملی طے کرنے اور لائحہ عمل مرتّب کرنے کے لیے بلائی گئی کانفرنس کی تھی۔ "مشاورت" میں شامل گروپ طویل عرصے سے "عظیم امر" کی ذمہ داری کو اِس کے اجزاء میں تقسیم کرنے کے لیے کوشاں تھے اور ذمہ داریوں کو مستعدی سے بانٹنے کے

لیے راستہ نکالنے کی کوشش میں تھے۔ زائر میں کام کرنے والی Every Home for Christe (ہر گھر یسوع کے لیے) نامی تنظیم کے ڈائریکٹر نے بتایا کہ "Track اور Network کے تصوّرات ہمیں ترویج واشاعت مسیحیّت کی کوششوں کو منظّم کرنے میں مدد دے رہے ہیں۔"

"۲۰۰۰ء و مابعد تحریک" بنیادی طور پر "۱۰-۴۰ کے دریچے" میں ترویج مسیحیّت کی ایک حوصلہ افزا کاوش ہے۔ "۱۰-۴۰ کے دریچے" کی اصطلاح اُس خطّہ زمین کے لیے استعمال کی جارہی ہے جو دس درجے اور چالیس درجے عرض بلد کے درمیان واقع ہے۔ اور یہ خطّہ شمالی افریقہ و جنوبی سپین سے لے کر جاپان اور شمالی فلپائن پر محیط ہے۔ "۲۰۰۰ء و مابعد تحریک" اِس امر پر زور دیتی ہے کہ جن اقوام میں مسیحیّت کو سب سے کم نفوذ حاصل ہوا ہے، وہ "۱۰-۴۰ کے دریچے" کے ممالک میں رہتی ہیں۔ نیز اِس علاقے میں تین بڑے مذاہب یعنی اسلام، ہندومت اور بُدھ مت کا غلبہ ہے۔ مزید برآں "غریبوں میں غریب ترین آبادی" کا ۸۰ فیصد اِس خطّے میں رہائش پذیر ہے، مگر دُنیا بھر کے مسیحی مبشّرین میں سے صرف آٹھ فیصد یہاں کام کررہے ہیں۔ نفوذِ مسیحیّت کے لیے شفاعتی دُعا کو سب سے بڑا ذریعہ بنایا گیا ہے۔

چرچ قائم کرنے کی سیکڑوں مقامی اور غیر ملکی کوششوں کے ساتھ ساتھ کلیسیائی، تبشیری اور دوسری متعدّد مختلف النوع تنظیمیں ترویج مسیحیّت کی کوششوں کے درمیان رابطہ پیدا کررہی ہیں۔ اسی طرح لٹریچر اور فلموں کی تقسیم، نیز ریڈیائی نشریات کے لیے اِسی "۱۰-۴۰ کے دریچے" کو ہدف بنایا گیا ہے۔

World Evangelical Fellowship (رفاقت برائے عالمی ترویج مسیحیّت) کے بین الاقوامی ڈائریکٹر کے خیال میں "کلیسیا کو جو ضرورتیں درپیش ہیں، وہ نہ صرف ۱۰-۴۰ کے دریچے میں بھرپور ہیں بلکہ یہی کیفیّت مغرب کے جدید تاریک خیالوں کے حوالے سے ہے۔ "مغربی یورپ اور افریقہ کے مختلف حصّوں کے چند مندوبین نے اِس تشویش کا اظہار کیا کہ "۱۰-۴۰ کے دریچے" کا ہدف بہت محدود ہے اور اُنھوں نے اپنی تبشیری سرگرمیوں کا دائرہ وسیع رکھا ہے۔

قابلِ حصول اہداف

"۲۰۰۰ء و مابعد تحریک" کی حکمت عملی پر مبنی سوچ کا سارا انحصار مشنوں سے متعلق اعداد و شمار پر ہے، اور یہ اعداد و شمار Operation World کے مؤلف پیٹرک جان سٹون اور رالف ونٹر کی تحریروں، نیز پیسے ڈنا (کیلی فورنیا) میں قائم "یو-ایس سنٹر فار ورلڈ مشن" کی مطبوعات سے مقبول ہوئے ہیں۔ جان سٹون کے مطابق "دو سو برس پہلے خطّہ اوقیانوس سے باہر بہت ہی کم اقوام تھیں جن کے ہاں چرچ موجود تھا، لیکن آج بارہ ہزار انسانی گروہوں میں سے دس ہزار کے درمیان چرچ موجود ہے۔"

"۲۰۰۰ء و ما بعد تحریک" کے بین الاقوامی ڈائریکٹر جناب لوئی بُش "دُنیا بھر میں خدائی سرگرمی میں تیزی سے ہونے والے اضافے" سے خوش ہیں۔ اُنھوں نے اپنے پُرامید رویّے کے حق میں "دُعائیہ تحریک سے وابستہ عالمی سطح پر عظیم بیداری"، ترقی پذیر دُنیا میں کلیسیا کی دھماکہ خیز افزائش اور مواصلاتی ٹیکنالوجی کی ترقی کا حوالہ دیا جس سے یہ ممکن ہوگیا ہے کہ دُنیا بھر کے لوگوں کو بائبل کا پیغام پہنچایا جاسکے۔ جناب لوئی بُش نے اسمبلی کو بتایا کہ "متعدّد رہنما اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ہزارہ دوم کے اِس آخری عشرے میں دستیاب مواقع سے فائدہ اٹھانے کے لیے حقیقی تعاون پر مبنی اشتراک ہی واحد ذریعہ ہے۔ "غیر مغربی مسیحیوں کی بے مثال شراکت، بُش کے خیال میں، باہمی اشتراک و تعاون کے نصب العین کی جانب نمایاں قدم ہے۔ بڑے وفود میں سے دو کا تعلق جنوبی کوریا اور برازیل سے تھا۔ اگرچہ سب سے بڑا وفد ریاست ہائے متحدہ امریکہ سے آیا تھا۔

"۲۰۰۰ء و ما بعد تحریک" کے ایک عہدہ دار جناب پال سیڈار کے مطابق "ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے گروپ کے لیے یہ وقت ہے کہ وہ بطور رہنما کام کرے۔" جناب سیڈار کے الفاظ میں "اپنی زندگیوں کی ہمہ ہمی میں ہم شاذ و نادر ہی اِس قابل ہوتے ہیں کہ اتنے گھنٹے دُعا، حکمتِ عملی کی تشکیل، تبادلۂ خیال اور روابط کی استواری کے لیے باہم مل بیٹھیں۔"

فکری گہرائی کا فقدان

"مشاورت" کے تقریباً ۸۰ فیصد مندوبین نے اِس طرز کی کسی بین الاقوامی تقریب میں پہلے شرکت نہ کی تھی۔ "ورلڈ وژن" کے نائب صدر جناب سام کاملسن نے کہا کہ "یہ لوگ نوجوان ہیں اور عوامی سطح پر کام کرنے والے ہیں۔ یہ ایسے مرد اور عورتیں ہیں جو کام کریں گی، چاہے کوئی اُن کی پشت پناہی کرے یا نہ کرے۔" کاملسن نے "مشاورت" میں "الٰہیاتی پہلو کا فقدان" محسوس کیا ہے۔ دوسروں نے افسوس کا اظہار کیا کہ کلامِ الٰہیٰ سے مسلسل دلچسپی کی جگہ عباداتی تجربے نے حاصل کرلی ہے۔

امریکی انجمن برائے تبلیغیات (Missiology) کے صدر جناب ولبرٹ شینک کو یقین نہیں کہ تحریک کی الٰہیاتی بنیاد پر مناسب توجّہ دی گئی ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ "اچھی طرح منظّم اور طاقتور تنظیموں اور اُن افراد کے درمیان مقابلتہً بہت ہی محدود تبادلۂ خیال ہورہا ہے جو اپنی سوچ پیش کرنے کے لیے کوشاں ہیں اور وسیع تناظر میں سوال پوچھتے ہیں۔"

بعض افراد نے بائبل کی تفہیم میں سماجی عمل کی جہت کی عدم موجودگی کی شکایت کی ہے، لیکن شرکاء کی جانب سے بروقت نشان دہی کے نتیجے میں "مشاورت" کے خاتمے پر جاری ہونے والے "اعلامیے" میں کم از کم "عدلِ اجتماعی اور طبیعی ضرورتوں کی ہمدردانہ دیکھ بھال" کے الفاظ آ گئے ہیں۔ "۲۰۰۰ء و ما بعد تحریک" کے رہنماؤں کے لیے بحث کے دوران میں اٹھائے گئے اعتراضات میں

سے کوئی بھی غیر متوقع نہ تھا۔ اِس "مشاورت" کی رہنما کتاب کے دیباچے میں لکھا گیا تھا۔ "یہ کوئی ایسی کانفرنس نہیں جِس میں چرچ کی ماہیّت زیرِ بحث آئے، بلکہ یہ کانفرنس ہے جِس میں اِس امر پر غور کیا جائے گا کہ ہم کس طرح اپنے آقا کے چرچ سے دُنیا کو بھر سکتے ہیں تاکہ دُنیا اُس کی تعریف سے اِس طرح بھر جائے جیسے پانی سمندروں میں ہے۔" (ماہنامہ "کرسچینٹی ٹوڈے"، ۱۷ جولائی ۱۹۹۵ء)

ایشیا

پاکستان: جناب جان جوزف اور دوسروں پر مقدّمے کی صورتِ حال

[جناب جان جوزف، بشپ آف فیصل آباد پاکستان کی مسیحی انتخابی سیاست میں ماضی قریب میں مؤثر کردار ادا کرتے رہے ہیں۔ ۱۱ اگست کو اسلام آباد میں "کرسچن لبریشن فرنٹ" کی ریلی میں نمایاں ترین مقرّر تھے۔ تندو تلخ تقریر کے نتیجے میں دوسرے مقرّرین کے ساتھ اُن کے خلاف بھی انتظامیہ نے مقدّمہ دائر کیا۔ (دیکھیے: "عالمِ اسلام اور عیسائیت"، اگست ۱۹۹۵ء، ص ۲۵ - ۲۶، اکتوبر ۱۹۹۵ء، ص ۳ - ۵) اُن کا اندازِ نظر کیا ہے اور مقدّمے کی کیفیّت کیا ہے؟ جناب جان جوزف کی زیرِ نظر تحریر سے اِن سوالوں کا جواب ملتا ہے۔ "دی کرسچن وائس" (کراچی) نے اِس تحریر پر The Church in Pakistan Speaks out [پاکستان میں چرچ اپنی بات کُھل کر کہتا ہے۔] کی سُرخی لگائی ہے، جب کہ پندرہ روزہ "کاتھولک نقیب" (لاہور) نے اِسے "۲۹۵-سی کو روکنا منع ہے؟" کے زیرِ عنوان درج کیا ہے۔ کتابت کی چند اغلاط درست کرتے ہوئے مؤخر الذکر معاصر کے شکریے کے ساتھ جناب جان جوزف کی تحریر ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔ مدیر]

پاکستان کے مسیحی پچھلے ۴۸ برس سے مسلسل تفریق اور ناانصافیاں برداشت کرتے چلے آرہے ہیں۔ بابائے قوم کی بے وقت موت کے فوراً ہی بعد پاکستان کی سیاسی قوتوں نے بانی پاکستان اور ان کے رفقاء کار کے مقصد کو مسخ کرنا شروع کر دیا۔

۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان دستور ساز اسمبلی کا پہلا اجلاس کراچی میں منعقد ہوا، جس میں قائد اعظم محمد علی جناح نے صدارتی خطبہ دیا۔ اُنھوں نے فرمایا۔

> آپ آزاد ہیں، آپ عبادت کے لیے اپنے مندروں میں جانے میں آزاد ہیں، آپ مملکتِ پاکستان میں اپنے عقیدے کے مطابق اپنی عبادت گاہوں میں جانے میں آزاد ہیں۔ آپ خواہ کسی مذہب، فرقے یا عقیدے سے تعلق رکھتے ہوں، اُمورِ مملکت کو اِس